

رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ!

محدث الحصر علامہ سید محمد یوسف بنوری

بشریت کو قدم قدم پڑھو کر یہ لگتی ہے، کبھی نفسانی خواہشات کی راہ سے اور کبھی عدو بین شیطان لعین کے فریب و تلپیس کی راہ سے اور بھی شیاطین الانس (انسانی شیطانوں) کے وساوس اور غلط ماحول کے برے اثرات سے، لیکن ارحم الراحمنین کی رحمت کاملہ قدم قدم پر اس کمزور فطرت انسان کی برادر دشیری فرماتی رہتی ہے۔ عقل جیسی نعمت عطا فرمائی اور پھر عقل کی رہنمائی کے لیے انہیاء علیہم السلام کی بعثت و رسالت اور آسمانی تعلیمات کا نظام جاری فرمایا اور امت محمدیہ (علیہم السلام) کے لیے تو اس رحمت کاملہ کے مظاہر رحمت کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ عبادت و عبودیت کے مظاہر، (اعمال و اعمال) میں انتہائی تیسر و تسہیل (سہولت اور آسمانی) اور پھر اس عبادت پر بکار اس اجر و ثواب اور قدم قدم پر قبولیت اور رضامندی کی بشارتیں، انہی بکار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ماہ رمضان المبارک ہے، جو سرتاپ ماہ رحمت ہے اور ماہ برکت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ماہ شعبان کی آخری تاریخوں میں خطبہ دیا اور فرمایا:

”اے لوگو! تم پر ایک عظیم الشان برکتوں والا مہینہ سایہ قلن ہونے والا ہے، جس میں ا..... ایک رات (شب قدر) ایسی ہے کہ اس میں عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ ۲:..... اس مہینہ کے دنوں میں روزے فرض ہیں اور اس کی راتوں میں نمازیں پڑھنا بہت زیادہ باعثِ خیر و برکت ہے۔ ۳:..... اس مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے۔ ۴:..... اور فرض کا اجر و ثواب ستر گناہ ملتا ہے۔ ۵:..... یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ ۶:..... مسلمانوں خصوصاً فقراء کے ساتھ موسات و ہمدردی کا مہینہ ہے۔ ۷:..... مومن کا رزق اس مہینہ میں بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ ۸:..... ایک روزے دار کا روزہ افطار کرنے والے کے بہت سے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے اور دوزخ کی آگ سے رہائی نصیب ہوتی ہے اور خود اس روزہ دار کو اپنے روزہ کا ثواب الگ ملتا ہے اور لطف و کرم یہ ہے کہ روزہ دار کا ثواب بالکل کم نہیں ہوتا اور پھر آپ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ روزہ کی یہ افطاری

چاہے دودھ کی لسی ہو یا ایک کھجور کا دانہ یا پانی کا ایک گھونٹ ہو۔ ۹:..... کسی روزے دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کے صلے میں حوض کوڑ سے وہ سیرابی نصیب ہوگی جس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ ۱۰:..... اس مہینہ کا پہلا عشرہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، درمیانی عشرہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہے اور آخری عشرہ دوزخ کی آگ سے رہائی کا پیغام ہے۔ ۱۱:..... جس روزہ دار نے اپنے غلام (یا نوکر یا مزدور) کا بوجہ ہلاک کر دیا اس کے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔” (مشکوٰۃ المصائب، کتاب الصوم، الفصل اثاث، ص: ۳۷، ط: قدیمی) احادیث نبویہ میں ماہ رمضان کے فضائل و برکات کا بڑا ذخیرہ موجود ہے جس کے بیان کرنے کی ان صفحات میں گنجائش نہیں، اسی ایک روایت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ولی کامل بنانے کا آسمانی نسخہ

ماہِ رمضان درحقیقت مونن کو ولی کامل بنانے کا ایک عجیب آسمانی نسخہ ہے، قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

”أَلَا إِنَّ أُولَيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزُنُونَ، الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ“۔ (یونس: ۲۲-۲۳) ”سَادِرَكُو! بِلَا شَبَهِ اللَّهِ كَوْلِي اور دوست وہ ہیں جن کو نہ کوئی خوف (ودھشت) ہے اور نہ ہی عَمَّلَكُمْ ہوں گے۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ولی۔ جو ہر خوف و غم سے آزاد ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص ہے جس میں یہ دو وصف موجود ہیں: ا:..... ایمان اور ۲:..... تقویٰ، گویا کمال تقویٰ کا دوسرا نام ولايت ہے۔ اس ارشادِ گرامی کے بعد حسب ذیل آیت کریمہ ملاحظہ ہو:

”يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“۔ (البقرة: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتیں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم متینی بن جاؤ۔“

اس آیت کریمہ میں حصول تقویٰ کا ذریعہ روزے کو فراز دیا ہے۔ دونوں آیتوں کو ملانے سے صاف نتیجہ لکلاک رہ روزہ ولی اللہ بننے کا وسیلہ ہے۔

تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ

اب ذرا غور فرمائیں! روزہ رکھنے سے تقویٰ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ روزہ رکھنا ایک فرض حکم خداوندی کی تعمیل ہے، روزہ رکھنے سے منہیات (ممنوع کاموں) اور برائیوں سے اجتناب میسر آئے گا۔ برائیاں کچھ تو ایسی ہیں جن کا تعلق زبان سے ہے، کچھ کا تعلق پیٹ سے ہے، کچھ کا تعلق شرمنکاہ سے ہے اور ان سب کا تعلق نفس انسانی کی خواہشات سے۔ نفسانی خواہشات بھی مختلف قسم کی ہیں: کچھ خصلتیں تو انسان میں درندوں کی ہیں، دوسروں کو مارنا، پیٹنا، توڑنا، پھوڑنا اور غیظ و غصب کے تقاضوں کو پورا کرنا۔ کچھ خاصیتیں جانوروں کی ہیں: شکم پروری، تن پروری، کھانے پینے اور سونے وغیرہ

جو لوگ بری بات کی سفارش کریں گے اس کے دہال میں وہ بھی شریک ہوں گے۔ (قرآن کریم)

کے مشاغل اور اس کے نتیجے میں حواجح ضروریہ۔ کچھ نفسانی تقاضے شرم گاہ سے متعلق ہیں جن کو ہم عرف میں نفسانی خواہشات کہتے ہیں۔ یہ تینوں نفسانی قوتیں اور ان کی خواہشات جب تک قابو میں نہ آئیں، تقویٰ کا حصول ممکن نہیں۔

اسلام یہ چاہتا ہے اور تمام علماء اخلاق کا کہنا بھی یہی ہے کہ ان تینوں قوتوں کی تہذیب و اصلاح، مجاہدہ اور ریاضت کے ذریعہ ہو جائے، یعنی ان کا رُخ صحیح ہو جائے، ان کا استعمال بروقت اور بمحل ہو، بے جا اور ناوقت استعمال اور غلط راہ روی سے کلی طور پر اجتناب ہو جائے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے حکماء و عقلاط میں ہمیشہ سے چند اصولی امور پر اتفاق رہا ہے:

”۱: تقلیل طعام (کم خوری)، ۲: تقلیل کلام (کم گوئی)، ۳: تقلیل منام (کم خوابی)، ۴: تقلیل اختلاط مع الانام (لوگوں سے کم ملننا جانا)۔“

ماہِ رمضان کے روزے ان تینوں مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ روزہ دار کو ۱: دن میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات پورا کرنے سے بالکل روک دیا گیا ہے۔ ۲: رات میں تراویح، قیام لیل، شب بیداری کے ذریعہ نیند پر کنٹرول کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ ۳: تلاوتِ کلام اللہ اور ذکر اللہ واستغفار کی کثرت کی ترغیب دے کر قلتِ کلام (کم گوئی) کی تدبیر کی گئی ہے۔ ۴: رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف کو مسنون قرار دے کر لوگوں سے کم ملنے جلنے اور بلا ضرورت میں جوں ترک کرنے کی عادت پیدا کرنے کی تدبیر کی گئی ہے۔

پورے ایک ماہ یہ ریاضت کرانے کا مقصد یہی ہے کہ یہ خصلتیں مستقل عادات و اخلاق بن جائیں، چنانچہ پورے تینیں دن سحری کا حکم دے کر سحر خیزی کی عادت ڈالی جاتی ہے اور پورے ایک ماہ تراویح کا حکم دے کر شب میں کثرت سے تقلیل پڑھنے کی عادت ڈالنا مطلوب ہے۔

یہی روزہ کے مقاصد ہیں، ان کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لیے بنی کریم بْنِ عَبْدِ الْمَّالِكِ کے حسب ذیل ارشاداتِ عالیہ کامل غور و فکر اور توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں اور ان پر عمل کیجیے:

۱: ”من لم يَدْعُ قولَ الزورِ وَ الْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حاجَةٌ فِي أَنْ يَدْعُ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ۔“ (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور و العمل به، ج: ۱، ص: ۲۵۵، ط: قدیمی)

”جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور جھوٹے (بڑے) کام کرنے نہ جھوٹے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے بھی کوئی سر و کار نہیں ہے کہ وہ کھانا پینا جھوٹے (جب روزہ کا مقصد پورا نہیں کرتا تو بھوکا پیا سامرنے کی کیا ضرورت ہے؟)۔“

۲: ”وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صُومَ أَحَدَكُمْ فَلَا يَرْفَثُ وَلَا يَصْخِبُ إِنَّ سَابَةَ أَحَدٍ فَلِيَقْلِيلٌ إِنَّ صَائِمًا۔“ (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب حل یقُول رانی صائم إِذَا شِئْم؟، ج: ۱، ص: ۲۵۵، ط: قدیمی)

”اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو اس کو نہ کوئی بے شری و بے حیائی کی بات کرنی

جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اس کا جواب مت دو، جب تک کہ وہ سلام نہ کر لے۔ (حضرت محمد ﷺ)

چاہیے اور نہ شور و شغب کرنا چاہیے، اگر اس سے کوئی سخت کلامی یا گلم گلوچ یا ہاتھا پائی کرے تو اس کے جواب میں لس اتنا کہہ دے میرا روزہ ہے۔“

۳: ”کم من صائم لیس لَهُ مِنْ صِيَامٍ إِلَّا الظَّمَاءُ وَ كُمْ مِنْ قَائِمٍ لیس لَهُ مِنْ قِيامٍ إِلَّا السَّهْرُ۔“ (سنن الداری، کتاب الصوم، باب من الحافظة على الصوم، ج: ۲، ص: ۳۹۰، ط: دار الکتاب العربي، بیروت)

”بہت سے روزہ دار ہیں جن کے روزہ کا حاصل بجز بھوک پیاس کی مصیبت جھیلنے کے اور کچھ نہیں اور کتنے ہی راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کی نمازوں کا حاصل بجز مفت کی جگائی کے کچھ نہیں۔“

۴: ”لِیس الصِّیامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ إِنَّمَا الصِّیامُ مِنَ اللَّغُو وَالرُّفْثِ، فَإِنَّ سَابَةً أَحَدًا وَجَهْلَ عَلَيْكَ فَلِیقْلِ إِنِّی صَائِمٌ۔“

(مجھ بن خزیمہ، کتاب الصیام، باب النعی عن الملغو فی الصیام، ج: ۳، ص: ۲۲۴، ط: المکتب الاسلامی، بیروت)

”روزہ صرف کھانے پینے سے رُکنے اور بچنے کا نام نہیں، روزہ تو حقیقت میں صرف یہودہ اور بے حیائی کی باتوں سے رُکنے اور بچنے کا نام ہے، پس اگر کوئی تمہیں گالی دے یا تمہارے ساتھ بد تیزی کرے تو تم کہہ دو! میاں! میرا روزہ ہے۔“

۵: ”رُبُّ صَائِمٍ لیس لَهُ مِنْ صِيَامٍ إِلَّا الْجُوعُ۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الصیام، باب ماجاء فی الغيبة والرُّفْث للصائم، ص: ۱۲۱، ط: قدیمی)

”بہت سے روزے دار ہوتے ہیں جن کے روزوں کا حاصل بھوک مرنے کے سوا کچھ نہیں۔“

۶: ”مِنْ لَمْ يَدْعِ الْخَنَّا وَالْكَذَبَ فَلَا حَاجَةُ لِلَّهِ أَنْ يَدْعِ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔“

(جمع الاوسط للطبرانی، ج: ۲، ص: ۲۵، ط: دار الحرمین، قاہرہ)

”جروزہ دار فخش کام (گالی گلوچ، بے شرمی کی باتیں) اور جھوٹ نہیں چھوڑتا اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے سے کوئی سروکار نہیں۔“

۷: ”الصِّیامُ جُنَاحٌ مَا لَمْ يَخْرُقْهَا قَیلَ: وَ بِمِنْ يَخْرُقْهَا؟ قَالَ: بِكَذْبٍ أَوْ غَيْبَةٍ۔“

(سنن النسائی، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، ج: ۱، ص: ۳۱۱، ط: قدیمی)

”روزہ (گناہوں سے بچانے والی) ایک سپر (ڈھال) ہے جب تک روزہ دار اس کو نہ توڑے، عرض کیا گیا: اس ڈھال کو توڑنے والی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ اور غیبت۔“

ان احادیث کو اپنے روزوں کا جائزہ لینے کی غرض سے دوبارہ غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ نبی کریم ﷺ نے کیسی کیسی تدبیروں سے اپنی امت کی تربیت اور ان کے روزوں کی حفاظت فرمائی ہے، تاکہ روزوں کا خاطر خواہ فائدہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی تربیت حاصل ہو۔

مجاہدہ نفس اور روزہ

الغرض اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان المبارک کو مجاہدہ نفس کا مہینہ بنایا ہے، تاکہ امت کی ظاہری

و باطنی تربیت اور اصلاح ہو سکے اور ان کو یہ موقع اس لیے دیا ہے کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور گزشتہ پورے سال میں جو کوتاہی کرچکے ہیں اس کا تدارک کریں اور آئندہ کے لیے بھی ایسی تیاری کر لیں کہ جلد نفس و شیطان کے اثرات سے متأثر نہ ہوں۔ دن کو روزہ جیسی مبارک عبادت فرض کی جو عجیب و غریب اصلاحی تدبیر پر مشتمل ہے اور یہاں تک حکم دیا ہے کہ روزہ دار کسی سے سخت کلامی بھی نہ کرے اور کوئی بے حیائی کی بات زبان پر نہ لائے، بلکہ اگر کسی نے سخت کلامی کی اور کوئی تکلیف پہنچائی تو بغیر روزہ کے اگرچہ اتنی ہی مقدار میں بدله لینے کی اجازت ہے، لیکن روزے کی حالت میں اس کی بھی اجازت نہیں، صرف اتنا کہہ دے کہ میرا روزہ ہے، یعنی جواب سے معدود ہوں۔ افطاری و سحری میں اگر اعتدال سے کام لیا جائے اور شرعی ہدایات اور نبوی ارشادات کے مطابق روزہ رکھ لیا جائے تو درحقیقت انسانی زندگی میں انقلاب پیدا ہو جائے گا اور روحانیت ترقی کر کے ایسی منزل پر پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت قلب میں جلوہ گر ہو جائے اور محبت الہی کا وہ اثر دل میں پیدا ہو جائے گا کہ کسی اور تدبیر سے ممکن ہی نہیں۔ رات کو تراویح کی عبادت مقرر کر دی، تاکہ نماز اور اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے نفس انسانی پر وہ نقوش مرتسم ہو جائیں جو کسی اور تدبیر سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم زبان سے خود پڑھتا ہے یا کانوں سے سنتا ہے، قیام و رکوع و سجود سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں عبادت میں مشغول ہے، بھی دعا میں سربخود ہے اور کبھی تسبیح و تہلیل و رذیبان ہے، قدرت کیسے روحانی عجیب و غریب سیر و سلوک سے منازل عشق کا سفر طے کر رہی ہے، سبحان اللہ۔

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد کا جو مختصر و قفقہ ہے، اس میں تسبیحات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تقدیمیں و بزرگی کی جاتی ہے اور بنده اپنے خدا کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور برکات روحانی سے مالا مال ہوتا ہے، یہ بڑا قیمتی وقت ہے، اس میں توجہ الہی اللہ سے غفلت نہیں ہونی چاہیے، کلمہ تمجید تو ہر شخص کو یاد ہوتا ہے، یعنی ”سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم“ وہ پڑھ لیا کرے، یا ”سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم“ کا ورد جاری رکھے اور فقهاء نے ایک خاص تسبیح جو بہت ہی جامع ہے لکھی ہے، وہ یہ ہے: ”سبحان ذی الملک والملکوت، سبحان ذی العزة والعظمۃ والقدرة والکبریاء والجبروت، سبحان الحی الذی لا ینام ولا یموت، سبحان قدوس ربنا ورب الملائکة والروح، لا إله إلا الله ، نستغفر الله ، نسائل الجنۃ ونعودبک من النار“ اس کو تین مرتبہ ہر ترویج میں اور تو اور تراویح کے وقفہ میں پڑھا کریں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے ما و رمضان میں شرعی احکام کا ایسا پروگرام بنایا کہ انسان چاہے تو اپنی پوری زندگی میں صالح و متقی بن جائے۔ نیز ماہ صیام میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں زیادہ خرچ کرنے کی ترغیب دے کر متقی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کوئی بنانے کی بھی تدبیر فرمائی اور اس کے طبعی بخل کی اصلاح اس

تین باتوں سے توقف مت کرو، نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے، جاہز میں جب تیار ہو جائے اور بیوہ کے نکاح میں جب اس کا جو زل جائے۔ (حضرت محمد ﷺ)

طرح کی، الغرض پورے مکار مِ اخلاق، تقویٰ و صلاح، نیکو شعاری اور نیک گفتاری، وجود و سخا اور کرم نفس کی ایسی تلقین کی گئی اور اس کے لیے ایسا پروگرام بنایا گیا کہ عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے اور اس سے بہتر تدبیر کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ قرآن کریم کے ایک لفظ میں ان سب باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا، ارشاد ہے: ”لَعَلَّكُمْ تَقُولُونَ“، یعنی تم پروزہ اس لیے فرض کیا گیا تا کہ تم مقنی و صالح بن جاؤ۔

دینی تربیت اور ماہ رمضان

آج کل والدین اپنی اولاد کی دینی تربیت میں بے حد کوتاہی کرتے ہیں، حالانکہ جس طرح ان کے ذمہ فرض ہے کہ خود نماز پڑھیں، صالح اور مقنی بنیں، اسی طرح ان کے ذمہ یہ بھی فرض ہے کہ اپنی اولاد کو اور گھر والوں کو نماز سکھائیں اور پڑھائیں، چنانچہ حکم ہے کہ جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کا حکم دیں، گویا نماز سکھانا اس سے بھی پہلے ہوگا اور اگر دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو والدین اس کو پیش اور نماز پڑھائیں۔ الغرض دینی تربیت دینا اور صالح بنانا بھی ان کے ذمہ فرض ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تاکید افرمایا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوَاً أَنفَسُكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا“، (التحريم: ۲)، یعنی ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔“ ماہ رمضان سے یہ فائدہ بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ ان دونوں مغرب اور عشاء کی نماز میں بچوں کو آنے کا طبعاً شوق رہتا ہے، اسی طرح سحری میں اٹھنے کا بھی شوق ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قدرتی روشنی ان کے دل میں ہوتی ہے۔ اگر بچے کے اس فطری جذبہ اور شوق و صلاحیت سے کام لیا جائے تو نہایت آسانی سے نماز و محنت کی جاسکتی اور یوں رمضان کی برکت سے اپنی اولاد کو صالح بنانے کی بھی تدبیر کی جاسکتی ہے۔ اگر انسان خود ان باتوں پر عمل کرے تو خود بخود اولاد کو صالح و نیک بنانے کی صورتیں نکل آتی ہیں، نیز چونکہ حدیث میں اس مہینہ کو ہمدردی کا مہینہ فرمایا گیا ہے، اس لیے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات اور محبت قائم کرنی چاہیے۔ ایک دوسروں کے ہاں تھوڑا سا ہدیہ یہ بھیجیں میں بھی بہت سا ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے دلوں میں محبت بڑھادیتے ہیں اور یہی کا ذریعہ بنا دیتے ہیں، اپنے چاروں طرف یہی کی یاد دلانا اور یہی پھیلانے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ نے مسلمان پر فرض کیا ہے، اللہ امْحَضَ اللَّهُ تَعَالَى کے لیے باہمی محبت اور نیک بر塔و ضروری ہے، رمضان کے مینے سے اس کام میں بھی بڑی مدد ملتی ہے اور بہت برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم رمضان کی برکتوں سے مالا مال ہوں اور اس عاشقانہ و محبانہ عبادتِ الٰہی کے ثمرات و آثار سے بیش از بیش حصہ نصیب ہو، آمین۔

وَصَلَى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ حَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدَ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ